Fikr-o-Nasar (Islamabad) 21:7 (1984)

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں آمد
# ( ایک تحقیقی مطالعہ )

سید فضل احمد شمسی

تمام مسلم مفکرین و مؤلفین بلکہ غیر مسلم مصنفین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ کو خیرباد کہکر مدینہ منورہ هجرت فرمانے کو ایک تاریخ ساز واقعہ قرار دیتے هیں جس نے ایک مختصر اور مظلوم گروہ کو ایک صدی کے اندر اندر معلوم دنیا کے نصف حصہ کا حاکم بنا دیا ۔ بلاشبہ انسانی تاریخ میں اس نوعیت و اهمیت کا کوئی دوسرا واقعہ نہیں گذرا ۔ لیکن یہ کیسی ستم ظریفی هے کہ ایسے معرکۃ الآرا تاریخی واقعہ کے بارے میں جو روایات منقول هیں وہ ایک دوسرے سے اس حد تک مختلف هیں کہ ان سے اصل حقیقت هی مشکوک نظر آنے لگتی هے ، ۔ آپ صرف یثرب میں تشریف آوری کے واقعہ کو لیجیے امام مسلم کی ایک روایت هے جس کے راوی ایک صحابی ابن صحابی حضرت براءؓ بن حضرت عازب ، هیں ۔ ان کے بیان کے مطابق حضرت ابو بکر نے آنحضور کے ساتھ هجرت کرنے کا واقعہ بیان کرتے هوئے فرمایا کہ وہ شب کے وقت مدینہ پہنچے اور اس شب آنحضورؐ نے بنو النجار کے یہاں قیام کرنے کا فیصلہ کیا (۱)۔ اس روایت سے صاف ظاهر هے کہ آمد اوائل شب میں هوئی ۔ اسکے برعکس خود حضرت ابو بکر کے نواسہ عروۃ بن زبیر جنهیں سب سے

پہلا سیرت نگار کہا جاتا ھے ۔ کا بیان ھے کہ آنحضورؐ دوپہر کے وقت مدینہ تشریف لائے اور بنو عمرو بن عوف کے ساتھ قباء میں قیام کیا ۔ ۲۔ان دونوں سے مختلف وہ روایت ھے جو حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ سے منسوب ھے ۔ سمہودی رزین کی معرفت یحیی الحسینی سے روایت کرتے ھیں کہ مجمع بن یعقوب اپنے والد اور سعید بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ھیں کہ ان دونوں نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ کا کہنا ھے کہ آنحضور نے الحرہ کے پشت کی جانب ( صبح کی ) نماز ادا کی اسکے بعد بنو عمرو بن عوف کی جانب اونٹنی پر سوار ھو کرگئے اور جائے رھائش پہنچےلوگ ان کے گرد جمع ھوتے رھے یہاں تک کہ ( بنو عمرو بن عوف کے ) شنیف نامی اطم کی طرف سے آفتاب طلوع ھوا ۔ مجمع سے جب کہا گیا کہ لوگ تو کہتے ھیں کہ دن چڑھنے کے بعد تشریف آوری ھوئی اور یہ کہ آفتاب کی تمازت جلا دینے والی تھی تو مجمع نے سختی سے کہا کہ انکے والد اور سعید نے حضرت عبدالرحمن سے یہی روایت کی ھے کہ آفتاب آنحضورؐ کے اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد ھی طلوع ھوا ۳ ۔ وقت کے علاوہ دن کے بارے میں بھی اختلاف ھے ۔ حضرت ابن عباس اور دیگر راویوں کا بیان ھے کہ آنحضورؐ دو شنبہ کو وارد مدینہ ھوئے ۴ معروف محدث الحاکم کا بیان ھے کہ یہ روایت تواتر سے آئی ھے ۵ ۔ لیکن معروف مورخ الیعقوبی کا کہنا ھے کہ پنج شنبہ کا دن بھی بتایا جاتا ھے ٦ اور علامہ ابن عبدالبر وغیرہ کا کہنا ھے کہ معروف مورخ ھشام بن محمد بن السائب الکلبی کا بیان ھے کہ آنحضورؐ جمعۃ المبارک کو مدینہ تشریف لائے ۷۔ تاریخ کے بارے میں اختلاف کی کیفیت یہ ھے کہ یکم ربیع الاول سے ۲۸ ربیع الاول تک کی تاریخین مروی ھیں ۸ ۔ یہی نہیں ، اختلاف اس باب میں بھی ھے کہ آنحضورؐ جب یثرب آئے تو بنو النجار کے قریہ میں فروکش ھوئے یا بنو عمرو بن عوف کے قریہ قباء میں قیام پذیر ھوئے ۹ ۔ قصہ مختصر یہ کہ اس قسم کی

روایات کو دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور کی ہجرت کے بارے میں بعد کے مصنفین نے غیر ثقہ راویوں سے سنی سنائی باتوں کو مزید رنگ دے کر قلمبند کر دیا ہے ۔ لیکن جیسا کہ مولوی اسحاق النبی صاحب نے کہا ہے ۱۰ جب ان روایات کی سادگی اور ان میں دی گئی تفصیلات پر غور کیا جاتا ہے تو یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ فرضی افسانوں پر نہیں بلکہ اولین راویوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بیانات پر مشتمل ہیں ۔ چنانچہ ہجرت کے متعلق جو اختلافی روایات منقول ہیں جب ہم ان پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ان میں تطبیق دینے کی گنجائش نظر آتی ہے ۔ ہم یہاں اسی اصول سے حاصل کردہ نتائج قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں :

یثرب میں آنحضورؐ کی تشریف آوری کے بارے میں دن ، وقت اور قریہ کے تعین کے سلسلہ میں ضروری بحث یہاں پیش کی جارہی ہے جبکہ تاریخ کے متعلق بحث ایک اور مقالہ میں پیش کی جائیگی ۔ جس میں انشاء اللہ ہم قریش کے اجلاس اور آنحضورؐ کے غار ثور میں جانے سے یثرب میں آمد تک کی تاریخوں کے تعین سے بحث کرینگے ۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ یثرب میں آمد سے لیکر حضرت ابو ایوب الانصاری کے گھر فروکش ہونے تک کے واقعات اور انکے اوقات کا تعین کیا جائے ۔

قارئین نے محسوس کیا ہو گا کہ ہم نے کبھی یثرب کا ذکر کیا ہے کبھی مدینہ کا ۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جس شہر کو ہجرت سے قبل یثرب کہا جاتا تھا ، ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی کو مدینۃ الرسول یا صرف المدینہ کہا جانے لگا ۱۱ ۔

السمہودی کا بیان ہے کہ انکے زمانہ میں اس قریہ کو جو حضرت حمزہ کے مزار کے مغرب میں واقع ہے یثرب کہا جاتا ہے ۱۲ ۔ لیکن قرآن مجید ، احادیث اور سیرت و تاریخ کی کتابوں میں جس طور پر یثرب کا ذکر

آیا ھے اس سے یہ اندازہ ھوتا ھے کہ ھجرت کے زمانہ میں ایک خاصے وسیع علاقہ کو یثرب کہا جاتا تھا جو جنوب میں جبل عیر سے شروع ھو کر احد کے شمال میں واقع جبل ثور تک اور مغرب میں وادی العقیق سے لیکر مشرق میں الحرہ الواقم تک کوئی سو مربع میل کے علاقہ پر محیط تھا۔ ۱۳ ۔ آنحضور نے اسی علاقے یعنی یثرب کو محترم قرار دیا ۔ اسی علاقہ کو حرم مدینہ کہا جاتا ۱۴ یہ علاقہ چاروں طرف سے پہاڑوں اور حروں سے گھرا ھوا تھا ۱۵ ۔ پہاڑی اور حروی علاقوں کو عوالی یعنی اونچائی کے علاقے کہا جاتا تھا ۱۶ ۔ درمیان کے میدانی علاقہ کو جوف کہا جاتا تھا ۱۷ جو متعدد دور یعنی آبادیوں یا بستیوں پر مشتمل تھا ۱۸ ۔ قبیلہ الأوس کی شاخ بنو عمرو بن عوف کی رھائش قباء کی بستی میں تھی ۱۹ ۔ یہیں پر ان کا مشھور اطم شنیف واقع تھا ۲۰ ۔ قباء کا شمار عوالی میں ھوتا تھا ۲۱ ۔ جوف یثرب کے تقریباً وسط میں قبیلہ الخزرج کی قوی ترین شاخ بنو النجار کے دور تھے ۲۲ ۔

اسی علاقہ میں مسجد نبوی تعمیر ھوئی ۲۳ ۔ بنو النجار کئی بطون میں منقسم تھے جنمیں بنو عدی بن النجار ، بنو مازن بن النجار اور بنو مالک بن النجار خاص طور پر قابل ذکر ھیں ۔ آنحضورؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ حضرت سلمہ بنت عمرو عدی بن النجار کے قبیلہ سے تھیں ۲۴ اور اس طرح یہ قبیلہ ، اور انکے واسطے سے بنو النجار ، آنحضورؐ کے رشتہ دار تھے ۔ حضرت ابو ایوبؓ کا تعلق بنو مالک بن النجار سے تھا ۲۵ ۔ جوف یثرب کا ایک چھوٹا سا علاقہ ۲۶ جس کے وسط میں مسجد نبوی تعمیر ھوئی یا تو پہلے ھی سے مدینہ کہلاتا تھا یا ھجرت کے بعد مدینة الرسول کہلایا جانے لگا ۲۷ ۔ وہ شہری آبادی جس کو پہلی صدی ھجری میں مدینہ کہا جاتا تھا ۔ اس قریہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر تھی جسے قباء کہا جاتا تھا ۲۸ ۔ آج بھی جس علاقہ کو قباء کا نام دیا جاتا ھے

وہ موجودہ شہر جسے مـدینہ منورہ کہتے ہیں اور جو قـرون اولـی کے مـدینہ سے وسیع تر عـلاقہ پر محیط ہے ، سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقـع ہے ۲۹۔ غرضیکہ مـدینہ اور قبـاء دو مختلف عـلاقوں کے نام تھے اور ہـیں جبکہ یثرب مـیں مـدینہ اور قباء کے عـلاوہ دیگر عـلاقے بھی شـامل تھے ۔ لیکن قـدیم روایات سے صاف ظاہر ہے کہ یا تو کچھ صحابی / تابعـی مـدینہ اور یثرب کو متبادل خیـال کرتے تھے یا بعـد کے رواۃ نے جہاں یثرب کا ذکر قبل کی روایتوں میں تھا انھوں نے حـرم مدینہ سے بدل دیا جو بعـد میں صرف مـدینہ بن گیا ۳۰۔ ہـم دیکھینگے کہ بعـض اختلافات نے اسـی خـلط مـبحث کی وجہ سے جنـم لیا ہے اور اگر روایات میں ہم بعـض جگہ مـدینہ کے معنی یثرب اور بعض جگہ مـدینہ ہی لیں تو بہت سے اختـلافـات خـود بہ خـود رفـع ہو جاتے ہیں ۔ ہم اس مقالے میں مـدینہ اور قباء سے دو مختلف عـلاقے مراد لینگے اور یثرب سے ہماری مراد وہ وسیع تر عـلاقہ ہو گا جس میں مـدینہ اور قباء دونوں شامل ہیں ۔ (ہم اشتباہ سے بچنے کے لیے حرم مـدینہ کی اصطلاح استعمال کرنے کی بجائے یثرب کا نام استعمال کر رہے ہیں ) ۔

قرون اولی کی روایات اور بعـد کے سیاحوں کے بیانات سے یہ معـلوم ہـوتا ہے کہ مـدینہ سے مـکہ کی جانب ایک راستہ مـدینہ کے جنوب اور قباء کے شمال کی طرف سے تھا ۔ مکہ سے آنے والا وادی العقیق سے گـذر کر الحـرۃ الوبرۃ کے فـرازی عـلاقہ کو عبور کر کے مـدینہ کے جنوب میں ایک مقام پر آتا تھا ۔ سامنے میدانی عـلاقہ ہوتا تھا ۔ بائیں جانب مـدینہ ہوتا اور دائیں جانب قباء کو راستہ جاتا تھا ۳۱۔ ہجرت سے متعلق روایات میں جس حرہ کا ذکر آیا ہے اور جسے ابن سعـد نے الحرۃ العصبۃ کہا ہے یہی جنوب مغربی حرۃ ( یعنی الحرۃ الوبرۃ ) ہـو گا اور وہ جگہ جہاں پر ایک روایت کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یثـرب پہنچنے پر فجر

کی نماز ادا کی تھی وہ اس جگہ کے آس پاس ھو گی جہاں سے رچرڈ برٹن نے اس حرہ کو عبور کیا تھا ۳۲۔

بنو سالم ، بنو بیاضہ ، بنو حارثہ جنکا ھجرت سے متعلق روایات میں ذکر آیا ھے اس عـلاقے میں رھائش پذیر تھے جو جوف یثرب میں مـدینـہ کا عـلاقہ ھے ۳۳۔

صفرھ ۳۵ آنحضور صلی اللہ علیہ وسـلم نے پنج شنبہ کے دن ۳۳ مورخہ ۲۶ کو حضرت خدیجہ کا مـکان جس میں وہ فروکش تھے خیر باد کہـہ کر مکـہ کے نواح مـیں جبل ثور کے ایک غـار مـیں تین شب قیـام کیا ۳۶ جبل ثور مکہ کے جنوب میں تقریباً پانچ مـیل کے فاصلہ پر یمن کے راستہ مـیں واقـع ھے ۳۷۔ دو شنبہ یکم ربیع الاول کی شب میں حضرت ابو بکرؓ کی معـیت میں رسـول اللہؐ مـکہ کے مغـرب سے گذر کـر عـازم یثرب ھـوئے ۳۸۔ سہ شنبہ کی دوپہـر قـدید میں حضرت ام معبد کے خیمـوں میں قیلولہ فرمایا ۳۹ ۔ چہار شنبہ ۳ ربیع الاول کی شب میں یہاں سے کوچ فرمایا ۳۰۔ قریش نے غالباً ۲۷ رجب کے دن ھـی اعـلان کر دیا تھا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلیگا ایک سـو اونٹ انعام میں پائیگا ۳۱ ۔ کئی آدمی اس انعام کیلئے اپنـی اپنـی سـواریوں پر دوڑ پڑے تھے ۳۲۔ ان میں سراقہ بن جعشم بھی تھا ۳۳۔ ان لوگوں میں سے صرف سراقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب ھـوا ۳۳۔ اس نے غالباً چہار شنبہ ۳ ربیع الاول کے دن آنحضـورؐ کو راسـتہ مـیں جا لیا ۳۵ ۔ لیکن جب وہ قریب پہنچا تو گھوڑے پر سے گر پڑا ۔ وہ اس قدر دھشت زدہ ھوا کہ گزند پہنچانے کے بجـائے ملتمس ھـوا کہ اسے معافی نامہ لکھکر دیـدیا جـائے اور خـود ھـی یہ پیشکش کی کہ وہ دیگر پیچھا کرنے والوں کو ان کا پتہ نہ بتائے گا ۳۶ ۔ آنحضورؐ آگے چل پڑے ۔ راستہ میں حضرت زبـیر بن العـوام مـلے جـو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس

آرہے تھے ۴۷ ۔ حضرت زبیر آنحضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت اسماء بنت حضرت ابو بکر کے شوہر نیز اولین مسلمانوں میں سے تھے ۔ انھوں نے آنحضور اور حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں سفید چادریں پیش کیں ۴۸ ۔ آنحضورؐ جب یثرب کے قریب پہنچے تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ راستہ میں ملے ۴۹ ۔ وہ بھی شام سے تجارت کے بعد لوٹ رہے تھے ۔ ایک روایت کے مطابق انھوں نے بھی حضرت ابو بکرؓ کو سفید کپڑا پیش کیا ۵۰ ۔ انھی دونوں اصحاب یا ان میں سے ایک بزرگ کا پیش کردہ کپڑا آنحضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ نے اسوقت زیب تن کر رکھا تھا جب وہ یثرب میں داخل ہوئے ۵۱ ۔ گمان غالب ہے کہ دو شنبہ ۸ ۔ ربیع الاول ( مطابق ۱۰ ۔ تشری ۴۳۸۳ یہودی ) کی شب میں ( مطابق ۱۹ ۔ ستمبر ٦۲۲ ء ) حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی السہمی بنو سہم کے چند سواروں کے ہمراہ آنحضورؐ سے آملے اور سب اسلام لے آئے ۵۲ ۔ رات بھر سفر جاری رہا ۵۳ ۔ رات کے آخری پہر میں اسلام کا چھوٹا سا یہ قافلہ یثرب کے الحرہ الوبرہ کے قریب آ پہنچا ۵۴ ۔ یہ دو شنبہ ۸ ربیع الاول ( بمطابق ۱۰ ۔ تشری ۴۳۸۳ یہودی : ۲۰ ستمبر ٦۲۲ ء کی صبح ) کا واقعہ ہے ۵۵ ۔ آنحضورؐ بیدار ہو چکے تھے ۔ حضرت بریدہ نے کہا کہ ہم جھنڈے کے بغیر یثرب میں داخل نہیں ہونگے اور اپنا عمامہ اتار کر اپنے نیزے سے باندھ کر ایک جھنڈا بنا لیا اور آنحضورؐ کے آگے جھنڈا اٹھا کر چلنے لگے ۵٦ ۔ وہ لوگ جو صبح کاذب کے وقت کام پر نکل جاتے ہیں کام پر جارہے ہونگے اور جھنڈے کو دیکھکر رک جاتے ہونگے اور یہ جاننا چاہتے ہونگے کہ وہ سوار کون ہے جس کے آگے آگے ایک علمبردار چل رہا ہے ۔ ان میں جو یہودی تھے وہ عاشورہ کا روزہ رکھے ہوئے تھے ۵۷ ۔ ان میں سے کچھ لوگ جو انصار اور یہودیوں کی قریبی بستیوں سے تعلق رکھتے تھے اپنے اپنے رؤساء کو مطلع کرنے دوڑ پڑے ۵۸ ۔ الحرۃ الوبرہ کی پشت پر

پہنچ کر آنحضورؐ اور انکے ساتھی اتر پڑے اور فجر کی نماز ادا کی۵۹ نماز کے بعد آنحضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ ایک اونٹنی پر سوار ھو گئے ۔ حضرت بریدہ نے دریافت کیا کہ کہاں اترنا ھے ۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹنی جانتی ھے ۶۰ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے شریک سفر قباء کی طرف مڑ گئے یہانتک کہ بئر عذق کے پاس حضرت سعد بن خیثمہ ( جو غزوہ بدر میں شہید ھوئے ) کے مکان کے صحن میں یا انکے مکان کے باھر آنحضورؐ اتر گئے ۶۱ ۔ آفتاب ابھی تک طلوع نہیں ہوا تھا ۶۲ ۔ لیکن اسلامی تاریخ کی صبح ھو چکی تھی ۔ حضرت سعد کے بال بچے نہیں تھے اور انکے یہاں لوگوں کا جمگھٹا لگا رھتا تھا ۶۳ ۔ قباء میں آنحضورؐ فروکش تو حضرت کلثوم بن الھدم کے یہاں ھوئے لیکن لوگوں سے ملاقات کے لیے حضرت سعد بن خیثمہ کا مکان استعمال میں لائے ۶۴ ۔ قباء میں مہاجرین خاصی تعداد میں موجود تھے ۶۵ ۔ بنو عمرو بن عوف بھی مسلمان ھو چکے تھے اور انصار بننے کا اعزاز حاصل کر چکے تھے ۶۶ ۔ جیسے جیسے لوگوں کو اطلاع ھوتی گئی اللہ اکبر کے نعرے فضا کو مرتعش کرتے چلے گئے ۶۷ ۔ کیا مہاجر کیا انصار ، حتی کہ یہودی اور قباء کے عام باشندے ، سب آنحضور ﷺ سے ملنے کے لئے نکل پڑے ۔ ابھی آفتاب طلوع نہیں ھوا تھا کہ بنو نضیر کے سرداران حیی بن اخطب اور اسکا بھائی دونوں آنحضورؐ کی ملاقات کو چل نکلے ۶۸ ۔ حضرت عبداللہ بن سلام جو دل ھی دل میں اسلام قبول کر چکے تھے وہ اسوقت اپنے گھر کے باغیچے میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھ کر کھجور توڑ رھے تھے ۔ آنحضور کی آمد کی اطلاع ملتے ھی کھجور کا تھیلا لیے ہوئے آنحضورؐ کی خدمت میں حاضری کے لئے چل پڑے ۶۹ ۔ ان سے ملاقات کے بعد یا اس سے پہلے ھی آنحضورؐ نے مسلمانوں کو بھی حکم دیا کہ جنھوں نے ناشتہ نہیں کیا وہ روزہ پورا کریں اور جنھوں نے کھا لیا ھے وہ دن کا باقی حصہ روزہ میں گذاریں ۷۰ ۔ بنو عمرو بن

عـوف کے اطم شنیف کی جانب سے آفتاب طـلوع هـوا ۔ ( یعنی جہاں آنحضورؐ اسوقت تھے وہ جگہ شنیف کے مغـرب میں تھـی ۔ ) یہ ۸ ۔ ربیع الاول ( بمطابق ۲۰ ۔ ستمبر ) کا آفتاب تھا ۲>۔ کھجور کے ایک درخت کے نیچے آنحضورؐ بیٹھ گئے ۔ حضرت ابو بکر کھڑے رهے اور جو لوگ آتے گئے انکا استقبال کـرتے رهـے اور ان سے گفتگو کرتے رهے ۳>۔ عام لوگ نہ تو حضرت ابو بکرؓ کو پہچانتے تھے نہ آنحضورؐ کو ۔ یہ دونوں ایک جیسے لباس میں ملبوس تھے لہذا انھیں یہ پتہ نہ چلا کہ ان دو میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون بزرگ هیں ۴>۔ طلـوع آفتاب کے کوئی ایک گھنٹہ کے بعـد آفتاب کی شعاعیں آنحضورؐ پر پڑنے لگیں ۵> ستمبر کا وسط تھا ۶>۔ آفتاب کی تمازت اسوقت خاصی تکلیف دہ تھی ۔ حضرت ابو بکر آگے آئے اور اپنی چادر سے آنحضورؐ پر سایہ کر دیا۔اس طـرح لوگوں کـو معـلوم ہو گیا کـہ رسـول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کـون هـیں ۷>۔ اس دن آنحضـور روزہ سے تھے اور انصار کی بستیوں میں اعـلان کروا چکے تھے کہ جو لوگ کچھ کھا پی چـکے هـوں وہ دن کا باقی حصـہ روزہ مـیں گذاریں اور جنھوں نے ناشتہ نہ کیا ہو وہ روزہ سے رهیں۔حضرت سعد کے یہاں آنحضور دن بھر رهے اور لوگوں سے ملتے رهے اور افطار کے وقت حضرت کلثوم کے یہاں گئے اور وهیں مقیم ہو گئے ۹>۔ چنانچہ قیـام دراصل حضرت کلثـوم کے گھر رهـا لیکن مـلاقاتیں حضرت سعـد بن خیثمـہ کے گھـر مـیں هـوتی رهیں ۔ قبـاء میں آنحضورؐ قیـام پذیـر رهے ۔ اس اثناء میں اهل مـدینہ غالباً دو شنبہ کی صبح سے هی مـدینہ سے باهـر الحرۃ الوبرۃ کی پشت پـر اسـں جـگہ مجتمع هـوتے رهے جـو پر آنحضورؐ کی قباء سے آمـد کی راہ تھی۸۰ جیسـا کـہ اوپر ذکر آچکا هے ستمبر کا مہینہ تھا اور بلا کی گـرمی پڑ رهی تھی ۔ خصوصاً اس جگہ جہاں مـدینہ کے انصـار انتظـار کیـا کرتے تھے طـلوع آفتاب کے جـلد هی بعـد خاصی تپ جاتـی هـو گی۸۱ وهـاں پـر یا تو سـرے سے درخـت نہ تھے یا اکا دکا تھے (۸۲) ۔چنانچـہ

جب گرمی تکلیف دہ ھو جاتی اور آنحضور کی آمد کا مژدہ لیکر کوئی ہرکارہ نہ پہنچتا تو وہ اپنی اپنی جگہوں کو واپس چلے جاتے ۸۳۔ دو شنبہ گذرا، سہ شنبہ گذرا، چہار شنبہ گذرا، پنج شنبہ بھی گذر گیا لیکن آنحضورؐ مدینہ میں جلوہ افروز نہ ھوئے ۸۴۔ خزرجیوں اور اوسیوں میں جنگ بعاث کے زمانے سے ایسی دشمنی چلی آ رھی تھی کہ حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے سواہ کوئی دوسرا قابل ذکر خزرجی عمرو بن عوف میں آ کر قدم بوس نہ ھو سکا ۸۵۔ حضرت اسعد جو آئے بھی تو شب کے وقت متقنع حالت میں چھپتے چھپاتے چہار شنبہ کی شب میں آئے ۸۶۔ اور رات میں آنحضورؐ کے ساتھ قیام کیا۔ وہ شاید اس وجہ سے مقیم رھے کہ رات کے وقت مدینہ واپس جانے کی کوشش خطرناک ھوتی۔ لیکن رسالتمآبؐ نے فوراً ھی قران السعدین کروا دیا اور روایات میں آیا ھے کہ چہار شنبہ کے روز صبح میں حضرت سعد بن خیثمہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ھمراہ انکے گھر (مدینہ) گئے اور دونوں ساتھ قباء اسطرح واپس آئے کہ علی الاعلان ایک دوسرے کے ھاتھ میں ھاتھ ڈالے ھوئے تھے۔ اسکے بعد حضرت اسعد صبح و شام حضور ﷺ کے پاس آتے رھے ۸۸

مدینہ کے انصار فجر کی نماز ادا کر کے جمعہ کے دن بھی حرہ کی پشت پر آئے۔ حسب معمول انتظار کے بعد ناامید ھو کر واپس ھو گئے۔ ایک یہودی جو قریبی اطم سے یہ تماشہ دیکھا کرتا تھا اس نے دیکھا کہ ایک اونٹ پر دو سفید پوش بزرگ چاروں طرف سے کوئی سو آدمیوں کے درمیان گھرے ھوئے آرھے ھیں اور کیا عجب کہ حضرت بریدہ اپنے عمامہ والا جھنڈا اٹھائے اونٹنی کے آگے آگے چل رھے ھوں۔ یہودی سمجھ گیا کہ ان دو اصحاب میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھیں۔ اس نے اطم کے اوپر سے زور سے آواز دی کہ اے عربو! تمہارا صاحب آ گیا ھے ۸۹۔ جنھوں نے یہ آواز سن لی انھوں نے دوسروں کو بلند آواز سے پکارا۔ وہ لوگ

جو انتظار میں رهتے تھے بھاگتے هوئے آئے اور حره کی پشت تک پہنچ گئے ۹۰۔ آفتاب نصف النہار پر پہنچ چکا تھا ۹۱۔ آنحضورؐ کی سواری آ پہنچی ۔ یه دن جمعه المبارک ۱۲ ربیع الاول ( مطابق ۲۴ ستمبر ۶۲۲ ء ) کا مبارک دن تھا ۹۲۔ پھر یه قافله بنو سالم کی طرف روانه هوا ۹۳۔ راسته میں بچے ، بچیاں ، ، جوان ، بوڑھے الغرض که راستے کے تمام انصار گھروں کی چھتوں یا چبوتروں پر چڑھ گئے یا گلیوں اور کوچوں میں ناچتے گاتے استقبال کو آگئے ۹۴۔ جب آنحضورؐ بنو سالم پہنچے تو جمعة کی نماز کا وقت آ گیا ۔ بنو سالم میں آنحضورؐ نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور نماز پڑھائی ۹۵ ۔ ممکن هے که اس دن آنحضورؐ نے بعض دیگر آبادیوں کا بھی معاینه کیا هو ۔ لیکن اس دن آنحضورؐ مدینه سے قباء واپس هو گئے اور قباء میں آنحضورؐ نے مزید دس دن قیام کیا ۹۶۔ بالآخر دو شنبه ۲۲ ربیع الاول ۱ ھ ( مطابق ۴ اکتوبر ۶۲۲ ء ) کی صبح کو بنو النجار کے رؤساء اور دیگر انصار کو مطلع کرنے کے بعد قباء کے انصار اور غالباً مہاجرین کی معیت میں آنحضورؐ نے بنو عمرو بن عوف سے رخصت هو کر اپنی اونٹنی پر اپنا اسباب رکھا اور مدینه کی جانب کوچ کر گئے ۹۷۔ مدینه کے لوگوں کو یه علم هو گیا تھا که رسالتمآبؐ انکے درمیان رهائش پذیر هونے والے هیں لیکن کسی کو یه معلوم نه تھا که نظر انتخاب کس کی بستی اور کس کے گھر پر پڑیگی ۔ لیکن انهوں نے اس موقعه کی اهمیت کا اندازه کرتے هوئے شاندار استقبال کا انتظام کیا هوا تھا ۔

قباء سے آنحضورؐ رخصت یوں هوئے که ایک اونٹنی پر آنحضورؐ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ سوار هوئے اور مسلح انصار و مہاجرین کا ایک گروه اونٹنی کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لیے هوئے مدینه کی طرف بڑھا ۹۸۔ مدینه میں استقبال کا انتظام تھا ۔ بچے شور کرتے هیں « محمد آگئے ! محمد آگئے » کمسن لڑکے جن میں نو ساله حضرت انس بن مالک بھی شامل تھے

مـــدینه کی آبادیوں سے باہر الحرۃ الوبرہ کی جانب "محمد آگئے" کا غلغله سن کر دوڑے ۔ لیکن ابھی آنحضورؐ نہیں پہنچے تھے ۔ حضرت انس وغیرہ مـــدینه کی بعض آبادیوں میں ســـایه دار جگہوں میں رک کر انتظار کرنے لگے۹۹۔

آنحضـــور کا قـــافله الحرۃ الوبرہ کے کنارے پہنچ کر رک گیا ۔ جو لوگ قریب میں موجود تھے استقبال کو بڑھے آئے اور جو موجود نہیں تھے انکے لیے ہرکارے دوڑائے گئے ۔ دیکھتے دیکھتے پانچ سو کا مجمع اکھٹا ہو گیا جس میں اہل بادیه بھی شامل تھے ۱۰۰۔

یه جلوس بنو سالم کی آبادی سے گذرا ۔ حضرت عتبان بن مالکؓ حضرت نوفـــل بن عـــبداللہؓ حضرت عبادہ بن الصامت بن قیسؓ اور حضرت عباس بن عبـــادہ بن نضـــلهؓ وغیرہ ، آنحضورؐ کے ســـامنے آئے اور درخـــواست کی "یا رســـول اللہ ! آپ ہمارے ساتھ قیـــام فرمائیں ۔ ہمارے مـــال سے متمتع ہـــوں اور ہمیں محافظت کا شرف بخشیں " ۔ حضرت نوفل نے اونٹنی کا مہـــار تھام لیا تھا ۔ آنحضورؐ نے تبسم فرمایا اور انکے لیے دعاء برکت کی لیکن حـــکم دیا که اونٹنی کا راســـته چھـــوڑ دیں کیونکه وہ اس امـــر میں مامور ہے۔

حضرت نوفل نے مہار چھوڑ دی اور قافله آگے بڑھ گیا ۱۰۱۔

اسکے بعـــد قافله دائیں جانب کو مڑ گیا اور بنو حبلی کی آبادی سے گذر کر ۱۰۲ بنو ســـاعدہ کی آبادی میں پہنچا ۔ حضرت ســـعـــد بن عبادہ ، حضرت المنذر بن عمرو اور حضرت ابو دجانه نے اپنے ساتھ قیام کی درخـــواست کی لیکن درخواست منظور نه ہوئی ۱۰۳۔

قافله آگے بڑھا اور بنو الحـــارث بن الخـــزرج کی بستـــی سے گذرا ۔ حضرت ســـعـــد بن الربیعؓ حضرت عبداللہ بن رواحـــه ، حضرت بشیر بن ســـعـــد اور حضرت خارجه بن زید وغیرہ نے راسته روکا اور قیام کی درخواست کی لیکن انہیں بھی وہی جواب ملا جو دیگر روســـاء کو ملا تھا ۱۰۴۔

قافله بنو بیاضه کی بستی سے گذرا ۔ حضرت زیاد بن لبید اور حضرت فروہ بن عمرو نے بنو بیاضه میں قیام کی درخواست کی لیکن وہـــی جـــواب حاصل کیا جو دوسروں کو ملا تھا ۱۰۵۔

اسکے بعد قافلہ بنو عدی بن النجار کی آبادی سے گذرا ۔ بنو النجار کا یہ ذیلی قبیلہ وہی ہے جس کی ایک خاتون حضرت سلمہ بنت عمرو آنحضورؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ تھیں ۔ اور اسطرح بنو عدی انصار میں آنحضورؐ کے قریب ترین اعزا تھے ۔ حضرت سلیط بن قیس بن عمرو ، حضرت ابو سلیط اسیرہ بن ابی خارجہ عمرو بن قیس ، اور حضرت صرمہ بن ابی اُنَیْش وغیرہ نے قیام کی درخواست کی لیکن انھیں بھی وہی جواب ملا ۱۰۶ ۔

ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بعد بنو مازن بن النجار سے گذرے ۱۰۷ ۔ بالآخر مالک بن النجار کی آبادی سے قافلہ گذرنے لگا ۔ یہاں اونٹنی بیٹھ گئی اور آنحضورؐ اتر گئے ۔ یہ جگہ وہی ہے جہاں مسجد نبوی تعمیر ہوئی ۱۰۸ ۔ یہ جگہ ایک مربد تھی یعنی کھجوروں کو خشک کرنے کی جگہ ۱۰۹ ۔ آنحضورؐ نے دریافت کیا کہ یہ زمین کسی کی ہے ۔ حضرت معاذ بن عفراء نے عرض کیا کہ یہ زمین دو یتیموں سہل اور سہیل بن عمرو کی ہے جو انکی سر پرستی میں ہیں ۔ نیز یہ کہ اگر آنحضورؐ چاہیں تو یہ زمین لے سکتے ہیں وہ خود اسکی قیمت مالکان کو ادا کر دینگے ۱۱۰ ۔ آنحضورؐ نے یہ جگہ مسجد نبوی کے لیے منتخب فرمائی اور دریافت فرمایا کہ یہاں سے انکے اہل یعنی انصار میں سے کس کا مکان قریب ترین ہے ۔ حضرت ابو ایوب انصاری نے عرض کی کہ ان کا مکان قریب ترین ہے اور اپنی بستی اور اپنے ( گھر کے ) دروازہ کی طرف اشارہ کیا ۱۱۱ ۔

آنحضورؐ نے سات ماہ حضرت ابو ایوب کے گھر میں رہائش رکھی یہاں تک کہ مسجد نبوی تیار ہو گئی اور وہ امہات المؤمنین کے ساتھ مسجد کے رہائشی حصہ میں منتقل ہو گئے ۱۱۲ ۔

( ۳ )

ہم نے ایک مسلسل و مربوط حکایت پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ جسکے تمام اجزاء اصحاب رسول اللہ کے بیانات پر مبنی ہیں ۔ اور ہم نے متعلقہ حاشیہ جات میں حوالے دیدیے ہیں ۔ قبل اسکے کہ ہم اختلافی بیانات کا جائزہ لیں قارئین کرام کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہونگا کہ

جــودن اور تاریخ هم نے اوپر اختیار کی هے ان میں دو طــرح کی مطابقتیں پائی جاتی هیں ۔ اولاً یه که هجری تقــویم کے مــطابق جــس تاریخ کو جو دن هونا چاهیئے یہاں وهــی دن هیں ۔ یعنی دن اور تاریخ ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے هیں ۱۱۳ ۔ دوم یه که ایک واقعه کے دن اور تاریخ دوســرے واقعه کے دن اور تاریخ سے مــطابقــت رکھتے هیں اور هــر دو واقعات کے درمیان یہاں اتنے هی دن بنتے هیں جتنے کــه قــدیم روایات سے ثابت هیں ۔ هم اس امــر کو ایک جدول کے ذریعه پیش کر سکتے هیں ۔

| | |
|---|---|
| ۱ ۔ قریش مکه کا اجــلاس اورآنحضور کا اپنے گھر سے خروج | پنج شنبه ۲۶ صفر ۱ هـ |
| ۲ ۔ غار ثور میں آمد | شب جمعه ۲۷ صفر ۱ هـ |
| ۳ ۔ غار ثور میں سه روزه قیام | جمعه ، شنبه ویک شنبه ۲۷، ۲۸، ۲۹ |
| ۴ ۔ غار ثور سے روانگی | شب دوشنبه یکم ربیع الاول ۱هـ |
| ۵ ۔ قدید میں ( ام معبد کے خیموںمیں ) | قیلوله سه شنبه کی دوپہر ۲ ربیع الاول ۱هـ |
| ۶ ۔ قدید سے روانگی | شب چہار شنبه ۳ ربیع الاول ۱ هـ |
| ۷ ۔ یثرب میں آمد | (آخر ) شب دو شنبه ۸ ربیع الاول۱ هـ |
| ۸ ۔ عاشوراء کا روزه | دوشنبه ۸ ربیع الاول ۱ هجری مطابق ۱۰ تشری ۴۳۸۳ عالمی ( یہودی ) |
| ۹ ۔ قباء میں ( بنو عمرو بن عوف کی بستی میں ) آمد . | ( طلوع آفتاب سے قبل ) دوشنبه ۸ربیع الاول ۱ هجری ۔ |
| ۱۰ ۔ هجرت کے بعد مدینه منورهمیں پہلی مرتبه تشریف آوری اور بنو سالم میں نماز جمعه | (دوپہر کے قریب ) جمعه ۱۲ ربیع الاول ۱ هجری . |
| ۱۱ ۔ قباء میں چوده روزه قیام | دوشنبه ۸ ربیع الاول تا یکشنبه ۲۱ ربیع الاول ۱ هـ |

۱۲ ـ مسجد نبوی کی جگہ کا انتخاب اور حضرت ابو ایوب کے یہاں قیام کا پہلا دن — دوشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱ ھ

آئیے اب ہم اختلافی روایات کا جائزہ لیں ـ ( ہم یہاں صرف یثرب میں آمد سے متعلق روایات سے بحث کریں گے ) ـ

( جاری . . . )

# حاشیہ و حوالہ جات

۱ ـ صحیح مسلم ، طبع ۱۳۷۵ ھ/ ۱۹۵۵ ع ، الجزء الرابع ، صفحات ۲۳۱۱ و ۲۳۱۰ ، حدیث نمبر ۲۰۰۹ ـ ( آئندہ صرف مسلم کہا جائیگا ـ ) امام ابن حنبل ، المسند ، مصر ۱۳۶۸ ھ ، الجزء الاول ، صفحہ ۱۵۵ ، حدیث نمبر ۳ ـ آیندہ مسند کہا جائیگا ـ

۲ ـ امام البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب مناقب الانصار ، باب ھجرۃ ، لیڈن ، ۱۸۶۸ ع ، جلد سوم صفحہ ۳۰ ـ ( آیندہ اسے بخاری کہا جائیگا ـ )

۳ ـ علی ابن احمد السمهودی ، وفاء الوفاء بأخبار دارالمصطفی ، مصحح محمد محی الدین عبدالحمید ، مصر ، ۱۳۷۴ ھ/ ۱۹۵۵ ع کے لگ بھگ ، الجزء الاول ، صفحات ۲۴۵ ـ ۲۴۴ ـ ( آئیندہ اس کتاب کا حوالہ « سمہودی » کہکر دیا جائیگا ـ )

۴ ـ حضرت ابن عباس کیلئے دیکھیے مسند ، الجزء الرابع ، صفحات ۱۷۳ ـ ۱۷۲ ( حدیث نمبر ۲۵۰۶ ) ـ ابن عباس کے علاوہ عروہ بن الزبیر ، ابن اسحق ، ابن سعد اور الطبری وغیرہ بھی یہی بیان کرتے ھیں ـ دیکھئے بخاری ، روایت عروہ بن الزبیر ( صفحہ ۳۰ ) ـ ابن ھشام، سیرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، مصحح وستنفیلٹ ، ۱۸۵۸ ع ، دوبارہ اشاعت ۱۹۶۱ ، صفحہ ۳۱۵ ( اسے آیندہ ابن ھشام کہا جائیگا ) ـ الواقدی ، کتاب المغازی ، مصحح مارسڈن جونز ، آکسفورڈ ، ۱۹۶۶ ، صفحہ ۲ ( آیندہ اسے واقدی کہا جائیگا ) ـ ابن سعد ، الطبقات الکبری ، بیروت ، ۱۳۷۶ ھ ، المجلد الاول صفحہ ۲۳۳ نیز المجلد الثانی صفحہ ۶ ( آیندہ اسے ابن سعد کہا جائیگا ) ـ محمد بن جریر الطبری ، تاریخ الامم والملوک ، مصر ، طبع اول ، الجزء الثانی ، صفحہ ۲۴۸ ( آیندہ اسے طبری کہا جائیگا )

۵ ـ ہم نے یہ بیان ابن حجر العسقلانی کی فتح الباری ، جلد ۱۵ ، قاھرہ ، ۱۳۹۸ ھ/ ۱۹۷۸ ع ، صفحہ ۹۰ سے لیا ھے ـ ( آیندہ اسے فتح الباری کہا جائیگا ) ـ

۶ ـ تاریخ الیعقوبی ، بیروت ، ۱۳۷۹ ھ/ ۱۹۶۰ ع ، الجزء الثانی ، صفحہ ۴۱ ( اسے آیندہ یعقوبی دہا جائیگا ) ـ

۷ ـ ابن عبدالبر ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ، مصحح علی محمد البجاوی ، قاھرہ ، الجزء الاول ، صفحہ ۴۱ ( آیندہ استیعاب کہا جائیگا ) ـ ابن الاثیر ، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ، ۱۳۷۷ ھ کے لگ بھگ ، صفحہ ۲۱ ـ سمہودی صفحہ ۲۴۷ ـ القسطلانی ، المواھب اللدنیہ ، مصحح مصطفی تاج ، ۱۳۲۶ ھ/ ۱۹۰۷ ع ، الجزء الاول ، صفحہ ۶۷ ( آیندہ قسطلانی کہا جائیگا ) ـ

۸ ـ دیکھیے : استیعاب ، صفحه ۳۱ ـ فتح الباری ، صفحه ۹۸ ـ حسین بن محمد الدیار بکری ، کتاب الخمیس فی احوال نفس نفیس ، مخطوطه بایزید کتب خانه ( استنبول ) نمبر ۵۲۵ ، صفحه ۱۶۳ الف و ب ، سمهودی صفحه ۲۳۶ ـ قسطلانی صفحه ۶۷ ـ الزرقانی ، شرح المواهب اللدنیه الجزء الاول صفحه ۳۰۷ ـ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحه ۲۳۵ ، البیرونی ، کتاب الآثار الباقیه ، مصحح زخاؤ لیبسک ، ۱۹۲۳ ع ، صفحه ۳۰ ، وغیره ـ

۹ ـ مسلم ، حدیث نمبر ۲۰۰۹ ـ بخاری صفحه ۳۳۵ ( فتح الباری ، نمبر ۳۹۰۶ ) ـ الحاکم ، المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث ، الطبع الاولی ، حیدر آباد ( دکن ) ، الجزء الثالث ، صفحه ۸ ـ ( آئنده مستدرک کہا جائیگا ـ )

۱۰ ـ ,, واقعات سیرت نبوی میں توقیتی تضاد اور اس کا حل ،، ، برہان ( دہلی ) ـ جلد ۵۲ ( ۱۹۶۴ ء ) ، صفحه ۲۶۵ ـ

۱۱ ـ مثلاً دیکھیے محمد لبیب البتنونی ، الرحله الحجازیه ، مصر ، الطبع الثانی ، ۱۳۲۹ هـ ، صفحه ۲۵۲ ـ

۱۲ ـ سمهودی ، صفحه ۹ ـ

۱۳ ـ القرآن ، ۹ : ۱۰ ( سوره نمبر ۹ آیت نمبر ۱۰ ) ، ۹ : ۱۲،۳۳ : ۱۳ ، ۳۳ : ۶۰ ، ۳۳ : ۸ ـ کتب احادیث میں حرم مدینه سے متعلق باب ـ سمهودی صفحات ۸ تا ۱۰ و ۸۹ تا ۱۰۲ ـ محمد اسلم ملک ، ,, مدینه کی قدیم تاریخ ،، نقوش کا رسول نمبر جلد دوم ، صفحات ۳۲۲ تا ۳۶۸ : دیکھیے صفحات ۳۳۵ تا ۳۳۵ ـ ( آئنده اسلم ملک کہا جائیگا ـ )

ڈاکٹر محمد حمید الله **The Battlefields of the Prophet Muhammad**
طبع بعد نظرثانی ، کراچی ، صفحات ۱۰ تا ۱۲ نیز ۲۳ تا ۲۴ ـ آئنده حمیدالله کہا جائیگا ) ـ

۱۴ ـ سمهودی ، صفحات ۹۶ تا ۱۰۴ ـ حمیدالله ، صفحات ۱۱ ـ ۱۲ ـ

۱۵ ـ سمهودی ، صفحه ۹۱ ـ حمیدالله ، صفحه ۲۳ ـ

۱۶ ـ دیکھیے مثلاً اسلم ملک ، صفحه ۳۳۵ ـ

۱۷ ـ حمیدالله ، صفحه ۲۳ ـ

۱۸ ـ فادر بوهل ، ,, المدینه ،، دائره المعارف الاسلامیة ( انگریزی ) ، لیڈن ، ۱۹۳۶ ء ، جلد سوم ، صفحات ۸۳ تا ۹۲ : دیکھیے صفحه ۸۳ ـ ( آئنده فادر بوهل کہا جائیگا )

۱۹ ـ سمهودی ، صفحه ۱۹۳ ـ

۲۰ ـ ایضاً

۲۱ ـ بخاری ، صفحه ۳۸ ( حضرت انس کی روایت ) ـ سمهودی ، صفحه ۲۳۶ ـ

۲۲ ـ فادر بوهل ، صفحه ۸۵ ـ

۲۳ ـ حمیدالله ، صفحه ۳۱ ـ مدینه کا اسکیچ ،

۲۴ ـ ابن اسحق ( ابن هشام ، صفحه ۳۳۶ )

۲۵ ـ حضرت ابو ایوب خالد بن زید الانصاری کا تعلق بنوغنم بن مالک بن النجار کی شاخ ثعلبه بن عبد عوف بن غنم سے تھا ـ دیکھیے ابن هشام ، صفحه ۵۰۲ ـ

۲٦ ۔ یعنی پہاڑوں اور حروں کے درمیان کا میدانی عــلاقہ ۔ یہ علاقہ بھی ھمــوار نہیں اور اس میں سلع کا پہاڑ بھی واقع ھے ۔

۲۷ ۔ فادر بوھل ( صفحہ ۸۲ ) کا فرمانا ھے کہ مدینتا ( Medinta ) آرامی زبان کا لفظ ھے جس کے معنی اختیار کا عــلاقہ ( area of jurisdiction ) ھے اور ثانوی معنی شہر کے ھیں ۔ لہذا وہ خیال کرتے ھیں کہ یہــودی اس لفظ کو استعمال کرتے ھونگے ۔ لیکن بطلیموس اور استیفان بازنطینی یثربا کا لفظ استعمال کرتے تھے جسکا خــود فادر بوھل نے ذکر کیا ھے ۔

**اس سے ظاھر ھے کہ اصل نام یثرب تھا ۔ قرآن مجید سے ثابت ھے کہ آنحضور کے زمانے میں یہ نام مستعمل تھا ۔**

۲۸ ۔ قباء کی موجودہ بستی مدینہ کے موجودہ شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر ھے ۔ ( دیکھئے حاشیہ ۲۹ ) ڈاکٹر حمیداللہ صاحب کا بیان ھے کہ مدینۃ النبی کا قصبہ میونسپل عــلاقہ کے وسط میں ھے ۔ ( دیکھئے حمیداللہ ، صفحات ۲۳ ۔ ۲۴ ) یعنی موجودہ شہر آنحضورؐ کے زمانہ کے شہر سے وسیع تر ھے ۔ لہذا ظاھر کہ اس زمانہ میں بھی دونوں آبادیوں کے درمیان دو تین مــیل سے کم کا فاصلہ نہیں رھا ھــو گا ۔

۲۹ ۔ البتنونی ، الرحلہ الحجازیہ ، صفحہ ۲٥٦ ۔ فادر بوھل۔« المدینہ » صفحہ ۹۱۔امام ابن حجر کہتے ھیں کہ مسجد نبوی سے قباء کا فاصلہ ایک فرســخ ھے ( فتح البــاری ، جــلد ۱٥ صفحہ ۹۸ )

۳۰ ۔ مثلاً حضرت انس سے ایک روایت میں آیا ھے کہ جب آنحضورؐ مــدینہ تشریف لائے تو قباء میں قیــام پذیر ھوئے ۔ اسی طرح حضرت اسماء کا بیان ھے کہ جب وہ مدینہ آئیں تو قباء میں ٹھہریں ۔ ظاھــر ھے کہ مــدینہ کی جگہ حرم مدینہ بلکہ یثرب رھا ھو گا جسے راویوں نے مدینہ بنا دیا ۔

۳۱ ۔ دیکھیے مثلاً رچرڈ برٹن ( Richdrd Burton ) .
**Personal Narrative of a Pilgrimage to al — Madineh and Meccah** نیویارک ، ۱۹٦۳ ء ، جــلد اول ، صفحات ۲۷۸ و ۲۷۹ ۔ ( آئندہ رچرڈ برٹن کہا جائیگا ) ۔ سمہودی ، صفحہ ٥۹ ۔

۳۲ ۔ رچرڈ برٹن ، جلد اول ، صفحہ ۲۷۹ ۔

۳۳ ۔ سمہودی ، صفحات ۱۹۹ تا ۲۱۳ ۔

۳٤ ۔ محمد بن موسی الخوارزمی کا ( بقول الحاکم ) کہنا ھے کہ آنحضورؐ نے پنج شنبہ کو خروج کیا۔ الحاکم کا محمد بن موسی کے متعلق یہ بیان ھم نے ابن حجر ( فتح الباری جلد ۱٥ ، صفحہ ۹۰ ) السمہودی ( صفحہ ۲۳۰ ) اور القسطلانی ( صفحہ ٦۱ ) سے لیا ھے ۔

۳٥ ۔ ابو بکر بن حــزم کے متعلق ابن حجر وغیرہ نے کہا ھے کہ ان کا بیان ھے کہ آنحضورؐ نے صفر کی تین راتیں باقی تھیں کہ مکہ سے ھجرت فرمائی ۔ ( فتح الباری ، صفحہ ۹۸ ۔ سمہودی ،

صفحہ ۲۴۷ ۔ قسطلانی صفحہ ٦٧ ) ۔ مورخین صفر کے مہینہ کو ۲۹ دن کا متصور کرتے ھیں ۔ یعنی ابن حزم کا بیان ۲٦ صفر کا ھے ۔

۳٦ ۔ حضرت اسماء بنت حضرت ابی بکر ، حضرت عائشه ، حضرت جابر بن عبداللہ ، حضرت ابن عباس وغیرہ کا بیان ھے کہ آنحضور نے غار ثور میں تین راتیں بسر کیں ۔ ( دیکھیے ابن ھشام ۳۲۹ ۔ ۳۳۰ ، بخاری ، صفحہ ۳۸ ، ابن سعد صفحہ ۲۲۹ ۔ ابن کثیر ، البدایہ والنہایہ فی التاریخ « مصر » ۱۳۵۱ ھ ۔ ۱۹۳۲ ء صفحات ۱۸۱ و ۱۹۱ ۔ ابن الاثیر صفحہ ۲۱ ۔ سمہودی صفحہ ۲۳۹ ۔ قسطلانی صفحہ ٦٧ ۔ ابن سید الناس الیعمری ، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر ، قاھرہ ، ۱۳۵٦ ھ ، الجزء الاول ، صفحہ ۱۸۳ ۔ )

۳۷ ۔ ابراھیم رفعت پاشا ، مرأة الحرمین ، قاھرہ ، ۱۳۴۴ ھ ، الجزء الاول ، صفحہ ٦۱ ۔ ابراھیم پاشا تقریباً ساڑھے پانچ میل بتاتے ھیں ۔ البتنونی اسے مکہ سے جنوب میں دو گھنٹہ کے فاصلہ پر بتاتے ھیں ( صفحہ ۵۵ ) ۔

۳۸ ۔ دو شنبہ کے بارے میں روایات اوپر درج کی گئی ھیں ۔ یہاں ھم مکہ سے ھجرت یا خروج کے معنی مکہ کو خیر باد کہنا یعنی غار ثور سے روانگی لے رھے ھیں ۔ مکہ سے رات کے وقت خروج کی جو روایات آئی ھیں بعد کے مصنفین نے اسکا غلط مطلب نکالا اور یہ خیال کیا کہ اس سے مراد گھر سے خروج تھا جبکہ ھماری دانست میں اولین رواہ کا مطلب مکہ یعنی غار ثور سے خروج تھا ۔ بعض راویوں نے واضح طور پر غار ثور سے روانگی کا وقت رات کا وقت بتایا ھے ۔ مثلاً حضرت البراء کی روایت سے صاف ظاھر ھے کہ روانگی سے مراد غار سے روانگی ھے نیز یہ کہ یہ بات جانی بوجھی تھی کہ روانگی شب میں ھوئی ۔ (بخاری ، صفحہ ۴۴ ۔ مسلم ، حدیث نمبر ۲۰۰۹ ۔ مسند ، حدیث نمبر ۳ ۔ ) ھشام بن محمد بن السائب الکلبی ، عبدالملک المذھجی وغیرہ بھی غار سے روانگی شب میں بتاتے ھیں ۔ دیکھیے ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳۲ ۔ استیعاب صفحہ ۴۱ ۔ علاء الدین مغلطائی ،کتاب الاشارہ الی سیرت المصطفی ، مخطوطہ بایزید نمبر ۵۲۳٦ ،صفحہ ۱۴ الف ۔ حضرت ابو معبد الخزاعی جن کے خیموں میں آنحضورؐ نے قدید میں قیلولہ فرمایا تھا ان کا بھی بیان ھے کہ آنحضورؐ نے مکہ سے شب میں مدینہ کے لئے ھجرت فرمائی ( مستدرک ، صفحہ ۱۱ ) انکے بیان سے واضح ھے کہ غار ثور سے روانگی مراد ھے ۔ ابن کثیر کی روایت میں یہ وضاحت موجود ھے ۔ دیکھیے صفحہ ۱۹۲ ) ۔ کئی روایات میں آیا ھے کہ آنحضورؐ نے یکم ربیع الاول کو مکہ سے ھجرت فرمائی جن میں سے بعض میں غار ثور کی بھی صراحت ھے کہ آنحضورؐ یکم ربیع الاول کو غار ثور سے روانہ ھوئے ۔ دیکھیے استیعاب ، صفحہ ۴۱ ۔ فتح الباری ، صفحہ ۹۷ اور ۹۸ ۔ الدیار بکری صفحہ ۱۵۷ ۔ ب تا ۱٦۳ الف ۔ سمہودی ، صفحات ۲۳۹ و ۲۴۷ ۔ قسطلانی صفحہ ٦۱ ۔ ابن الاثیر اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ۹۷ اور ۹۸ ۔ الدیار بکری صفحہ ۱۵۷ ۔ ب تا ۱٦۳ الف ۔ سمہودی ، صفحات ۲۳۹ و ۲۴۷ ۔ قسطلانی صفحہ ٦۱ ۔ صفحہ ۲۱ ۔

۳۹ ـ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحه ۲۳۲ ـ

۴۰ ـ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحه ۲۳۲ ـ ابن هشام ، صفحه ۳۳۰ ـ ابن سعد نے راحوا کا لفظ استعمال کیا ہے ـ اسکے معنی نزول آفتاب کے بعد یا شام میں سفر کرنے کے ہیں۔دیکھیے Lane کی Arabic — English lexicon مادہ " روح " ( لاہور ، صفحہ ۱۱۷۸)۔
ابن اسحق نے جو اشعار نقل کیے ہیں اس سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے ـ

۴۱ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۱ ـ

۴۲ ـ مسند ، حدیث نمبر ۳ ـ

۴۳ ـ ابن ہشام ، صفحات ۳۳۱ و ۳۳۲ ـ بخاری ، صفحہ ۳۹ ـ

۴۴ ـ مسند ( حدیث نمبر ۳ ) روایت حضرت البراء بن عازب ـ

۴۵ ـ السمہودی ( صفحہ ۲۴۰ ) کہتے ہیں کہ جیسا کہ ابن سعد میں آیا ہےکہ سراقہ سہ شنبہ کو آنحضورؐ کو جاملا ـ تمام روایات سے واضح ہے کہ آنحضور اسوقت سفر میں تھے ـ لہذا یہ واقعہ قدید پہنچنے اور ام معبد کے یہاں قیام سے پہلے کا بن جائیگا ـ لیکن سراقہ کا بیان ہے کہ قریش کے مخبر انعام کے بارے میں اطلاع لے کر آچکے تھے اور وہ اپنے قبیلہ مدلج کی کسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضورؐ کے گذرنے کی اطلاع ملی ( بخاری ، صفحہ ۳۹ ) ـ اسکا تعلق بنو مدلج سے تھا ـ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقعہ زیر نظر قدید سے آنحضورؐ کی روانگی کے بعد پیش آیا ـ نیز واقعہ کی جو تفصیلات بیان کی جاتی ہیں اس سے ظاہر ہے کہ یہ دن کے وقت کا ماجرا ہے ـ لہذا ہم نے اسے چہار شنبہ کا واقعہ قرار دیا ہے ـ ( ابن سعد ، صفحہ ۲۳۲ ، عبدالملک المذحجی سے مروی ہیں کہ جب آنحضورؐ قدید سے روانہ ہونے تو سراقہ انکے راستہ میں آیا ـ خود ابن سعد سے واضح ہے کہ آنحضور ﷺ کی روانگی مغرب کے قریب ہوئی تھی ـ لہذا اس بیان کے بموجب چہار شنبہ کو ہی سراقہ نے راستہ روکنے کی کوشش کی ہو گی ـ )

۴۶ ـ بخاری ، صفحہ ۳۹ ـ مسند ، حدیث نمبر ۳ ـ

۴۷ ـ بخاری ، صفحہ ۴۰ ـ صفحہ ۱۱ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۳۔

۴۸ ـ ایضاً ـ

۴۹ ـ ( بقول ابن حجر ) موسی بن عقبہ ( فتح الباری ، صفحہ ۱۷ ) ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۳ ـ

۵۰ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۴ ـ

۵۱ ـ ایضاً ـ

۵۲ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۴۳ ـ ( السمہودی ، ابو سلیمان الخطابی سے حضرت بریدہ کے راستہ میں سواروں کے ساتھ آنحضورؐ کے پاس آنے اور ان سے گفتگو کا واقعہ بیان کرتے ہیں ـ نیز وہ مروی ہیں کہ ابن الجوزی اپنی شرف المصطفی میں البیہقی کے واسطے سے حضرت بریدہ کا سواروں کے ساتھ روانہ ہونے اور راستہ میں آنحضورؐ سے ملنے اور اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں ، اور صبح میں عمامہ کا جھنڈا بنا کر آنحضورؐ کے آگے آگے چلنے اور ٹھہرنے کی

جگہ کے بارے میں سوال کرنے کا ذکر کرتے ھیں ۔

۵۳ ۔ السمهودی نے جو البیہقی سے روایت نقل کی ھے اس سے یہی نتیجہ نکلتا ھے ۔ کیونکہ صبح کے وقت حضرت بریدہ کہتے ھیں کہ ھم جھنڈے کے بغیر مدینہ میں داخل نہیں ھونگے جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ یہ واقعہ یثرب میں داخلہ سے کچھ ھی پہلے پیش آیا تھا ۔

۵۴ ۔ الحرة الوبرة یثرب کے جنوب مغرب میں واقع ھے ۔

مکہ سے آنے والا وادی العقیق کو عبور کر کے الحرة الوبرة پہنچتا ھے ۔ مکہ سے آنے والوں کے بارے میں السمہودی کا بیان ھے کہ ایام جاھلیہ میں وہ ثنیة الوداع آتے تھے اور اسکے بعد مدینہ میں داخل ھوتے تھے ۔ ڈاکٹر حمیداللہ صاحب کے اسکیچ میں اسے قباء کی مسجد کے جنوب میں دکھایا گیا ھے ۔ ڈاکٹر صاحب نے اسکی جو تصویر شایع کی ھے اس سے اندازہ ھوتا ھے کہ روایات میں جس اونچائی والی جگہ کا ذکر آتا ھے اس سے مراد ثنیة الوداع کی یہ چھوٹی سی پہاڑی ھو گی ۔ آنحضورؐ کے یہاں شب میں وارد ھونے کی روایات اوپر پیش ھو چکی ھیں ۔

۵۵ ۔ ۸ ربیع الاول کی تاریخ الشعبی ، عبدالرحمن بن المغیرہ ، محمد بن موسی الخوارزمی ، ابو الریحان البیرونی وغیرہ نے دی ھے ۔ البیرونی نے لکھا ھے کہ الشعبی نے کہا ھے کہ اس تاریخ میں کسی قسم کا شبہ نہیں ۔ تقویمی قاعدہ کے لحاظ سے ۸ ربیع الاول ۱ ھ دو شنبہ کو پڑتا ھے ۔ اسکی عیسائی تقویم میں مطابقت ۲۰ ستمبر ۶۲۲ سے اور یہودی ۔ عالمی تقویم میں ۱۰ تشری ۳۳۸۳ سے ھے ۔

۵۶ ۔ سمہودی ، صفحہ ۲۳۳ ۔

۵۷ ۔ یہ بات تو ھم حساب کی بنیاد پر بھی کہہ سکتے تھے کیونکہ تقویمی حساب سے ۸ ۔ ربیع الاول

Elements of the jewish and Muhammedan Calendars,

(Burnaby) لندن ، ۱۹۰۱ ء ،

۱ ھ مطابق ھے ۱۰ تشری ۳۳۸۳ عالمی ۔ یہودی کے ( دیکھئے برنبیی صفحہ ۳۰۲ ) ۔ یہودی ۱۰ تشری کو یوم ھکپورم یا کپور مناتے ھیں اور اس روز کو عاشور کہتے ھیں ۔ (دیکھیے Encylopaedia of Religion and Ethies ، جلد پنجم ، ۱۹۶۰ ، صفحات ۸۶۷ و ۸۸۰ ) لیکن ھمارے پاس بہت سی روایات ھیں جن سے یہ امر ثابت ھے ۔ مثلاً حضرت ابن عباس سے روایت ھے کہ آنحضورؐ جب مدینہ ( یعنی یثرب ) پہنچے تو انہوں نے یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھے ھوئے پایا اور خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ بھی روزہ رکھیں ( بخاری ، جلد اول ، صفحہ ۳۹۸ ۔ مسلم ۲۵۱۸ تا ۲۵۲۱ اور ۲۵۳۰ ۔ مسند ابن حنبل نمبر ۲۶۴۳ و ۲۸۳۲ ۔ سنن ابن ماجہ ، ۱۷۳۴ ۔ ۱۷۳۵ ۔ سنن الدارمی ، ۱۷۳۱ )

بعض اصحاب کے خیال میں صوم عاشوراء کا حکم ۲ ھ میں دیا گیا ۔ لیکن روایات میں جس

انداز کا حکم آیا ھے ( کہ جنھوں نے کھا پی لیا ھو وہ دن کا باقی حصہ روزہ میں گزاریں اور جنھوں نے کھایا پیا نہ ھو وہ دن روزہ میں گذاریں ) وہ ظاھر کرتا ھے کہ یہ حکم ۲ ھـ کا نہیں ھو سکتا ـ

۵۸ ـ ام المومنین حضرت صفیہ سے مروی ھے کہ یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سرداران حیی بن اخطب اور اسکا بھائی ( یعنی حضرت صفیہ کا والد اور انکا چچا ) آنحضور کی قباء میں آمد کا ذکر سن کر طلوع آفتاب سے قبل ملاقات کیلئے روانہ ھو گئے ـ ( ابن ھشام ، صفحہ ۳۵۴ ) ـ اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلام جو اسوقت تک بظاھر یہودی تھے انکو بھی اطلاع اسوقت ملتی ھے جبکہ وہ اپنے پائین باغ میں کھجور کے درخت پر چڑھے ھوئے تھے ـ موسم کے متعلق جو روایات آئی ھیں ( یعنی یہ کہ سخت گرمی تھی ) انکے پیش نظر یہی محسوس ھوتا ھے کہ طلوع آفتاب سے قبل انھیں بھی اطلاع ملی ھو گی ـ ( ابن ھشام ، صفحہ ۳۵۳ ـ بخاری ، صفحہ ۳۲ : فتح الباری نمبر ۳۹۱۱ ـ ابن سعد ، صفحہ ۱٦ )

۵۹ ـ سمھودی ، صفحہ ۲۴۳ ـ ۲۴۵ ـ بقول رزین ( بقول السمھودی ) حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ کا بیان انکے پوتے مجمع بن یعقوب کی معرفت یحیی الحسینی نے اپنی کتاب اخبار المدینہ میں دیا تھا ـ السمھودی کا کہنا ھے کہ اس کتاب کا جو نسخہ انھوں نے دیکھا تھا اسمیں یہ روایت منقول نہیں تھی ـ یہ خیال کرنا کہ رزین نے غلط بیانی کی ھے مضحکہ خیز ھو گا ـ رزین نے طاھر بن یحیی سے منقول نسخہ دیکھا تھا جبکہ سمھودی نے طاھر کے بھتیجے سے منقول نسخہ دیکھا تھا ـ ظاھر ھے کہ اس روایت کے مشھور روایت کے متضاد ھونے کے باعث یحیی کے پوتے نے اپنے نسخہ سے اسے حذف کر دیا ھو گا ـ ( سمھودی میں طاھر کے بیٹے کا ذکر ھے جو مصحح کی غلطی معلوم ھوتی ھے )

٦۰ ـ سمھودی صفحہ ۲۴۳ ـ

٦۱ ـ السمھودی ( از رزین از مجمع بن یعقوب بن مجمع بن یزید بن جاریہ از یعقوب بن مجمع بن یزید از یزید بن جاریہ ) ، صفحات ۲۴۳ ـ ۲۴۵ ، قباء میں تین دن کے قیام کی جو روایات آئی ھیں ان سے ھم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ھے کہ یہ مدت آنحضورؐ کے مدینہ آنے سے قبل حضرت کلثوم کے گھر رھائش کی مدت ھے ـ روایات میں حضرت سعد بن خیثمہ کے یہاں قیام کا بھی ذکر ھے اور حضرت کلثوم کے یہاں بھی ـ چنانچہ ابن حبیب اور ابن سعد وغیرہ کی صراحت کہ قیام تو حضرت کلثوم کے یہاں تھا لیکن لوگوں سے ملاقات حضرت سعد کے یہاں ھوتی تھی کا مطلب ھم نے یہ نکالا ھے کہ جب آنحضورؐ قباء پہنچے تو دو شنبہ کا دن حضرت سعد کے یہاں گذارا اور اسکے بعد شب سہ شنبہ سے حضرت کلثوم کے یہاں قیام رھا ـ

٦۲ ـ سمھودی ، صفحہ ۲۴۵ ـ

٦۳ ـ ابن ھشام ، صفحات ۳۲۳ و ۳۳۳ ـ ابن سعد صفحہ ۲۳۳ ، السمھودی ، صفحہ ۲۳٦ ـ

٦۴ ـ ابن ھشام ، صفحہ ۳۳۳ ـ سمھودی ، صفحات ۲۴۵ ـ ۲۳٦ ـ ، ابن سعد ، صفحہ ۲۲۳

٦۵ ـ ابن ھشام ، صفحات ۳۱۵ تا ۳۲۳ ـ ابن اسحق کی روایت سے ظاھر ھے کہ بیشتر مہاجرین قباء

میں مقیم تھے ۔ ( بقول السمہودی ) ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے متقدم مہاجرین اور انصار نے نماز پڑھنے کے لئے قباء میں ایک مسجد بنا لی تھی ۔ ( سمہودی ، صفحہ ۲۵۰) ۔ نیز دیکھیے ابن سعد ، صفحہ ۲۲٦ ۔

٦٦ ۔ تمام روایات سے مسترشح ہے کہ بنو عمرو بن عوف آنحضورؐ کی آمد سے پہلے مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے اور وہاں ایک مسجد بھی بن چکی تھی ۔

٦٧ ۔ ابن سعد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳۳ ۔

٦٨ ۔ حضرت صفیہ کا بیان ( ابن ھشام ، صفحہ ۳۵۴ )

٦٩ ۔ ابن ھشام صفحہ ۳۵۳ ۔

۷۰ ۔ دیکھئے حوالہ جات حاشیہ نمبر ۵۷ ۔

۷۱ ۔ سمہودی ، صفحہ ۲۴۵ ۔

۷۲ ۔ الشعبی ، عبدالرحمن بن المغیرہ ، محمد بن موسی الخوارزمی ، البیرونی وغیرہ نے ۸ ربیع الاول کی تاریخ دی ہے ۔ حوالہ کے لیے دیکھیے حاشیہ نمبر ۵۷

۷۳ ۔ رزین کا ( بقول السمہودی ، صفحہ ۲۴۳ ) بیان ہے کہ آپ ایک کھجور کے درخت کے سائے میں اترے اور اسکے بعد حضرت کلثوم کے گھر منتقل ہوئے ۔ عروہ کی ( بخاری ، صفحہ ۴۰ ) روایت میں درخت کا ذکر نہیں لیکن انکی روایت میں باقی اور باتیں مذکور ہیں ۔

۷۴ ۔ بخاری ، صفحہ ۴۰ ( عروہ بن الزبیر کی روایت ) ۔ سمہودی ، صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۸ ۔ ابن ھشام، صفحہ ۳۳۳ ۔ ۳۳۴

۷۵ ۔ سمہودی ، صفحہ ۲۴۵ ۔ ( رزین از یحیی الحسینی از مجمع بن یعقوب از یعقوب بن عبدالرحمن بن یزید و سعید بن عبدالرحمن بن رقیش ۔ از حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ ) ،

۷٦ ۔ تقویمی حساب سے سنہ ھ میں ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۳ ستمبر ٦۲۲ء کے مطابق ہے

۷۷ ۔ ابن ھشام ، صفحہ ۳۳۳ ۔ سمہودی ، صفحہ ۲۴۸ ۔ بخاری ، صفحہ ۴۰ ۔

۷۸ ۔ دیکھیے حاشیہ ۵۷ ۔ علاوہ ازیں محمد بن اسماعیل بن مجمع سے یحیی الحسینی ( بقول السمہودی ، صفحہ ۲۴۵ ) نقل کرتے ہیں کہ آنحضور جب حضرت کلثوم کے گھر پہنچے تو آپ نے رطب ( تازہ کھجور ) طلب فرمائے ۔ ابن الجوزی ( الوفا ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۷۵ ) نے حضرت انس کا بیان نقل کیا ہے کہ آنحضور رطب سے ورنہ تمر ( خشک کھجور ) سے روزہ افطار کیا کرتے تھے ۔ ایسی ہی ایک روایت ( بقول السمہودی ، صفحہ ۷۲ ) بزاد نے بھی نقل کی ہے ۔

۷۹ ۔ آنحضور روزہ سے تھے لہذا کھانے وغیرہ کا سلسلہ نہ تھا ۔ نیز یہ کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضور نے قباء یا بنو عمرو بن عوف میں تین دن گذارے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اولین راوی نے کہا تھا کہ حضرت کلثوم کے ہاں تین دن کے قیام کے بعد آنحضور مدینہ تشریف لائے لیکن بعد کے راوی نے حضرت کلثوم کی جگہ انکی آبادی ( بنو عمرو بن عوف ) یا علاقہ ( قباء ) کا ذکر کر دیا ۔ اگر آنحضور حضرت کلثوم کے گھر مغرب کے بعد سہ شنبہ کی شب میں گئے تو جمعہ کو مدینہ تشریف لے

جانے سے پہلے انکا قیـام سہ روزہ ہو گا ۔ عـلاوہ ازیں رزین کا ایک بیان السمهودی نے نقل کیا ہے کہ آنحضور پہلے کھجور کے ایک درخت کے سایہ میں اترے پھر وہاں سے حضرت کلثوم کے ہاں منتقل ہوئے ( سمهودی ، صفحہ ۲۴۳ )

۸۰ ۔ الحاکم ( المستدرک ، الجزء الثالث ، صفحہ ۱۱ ) میں حضرت الزبیر بن العوام سے ایک روایت آئی ہے جس میں خروج کا ذکر سننے سے اگر یہ مـراد لیے جائیں کہ جب سے آنحضـورؐ قبـاء میں تشریف فرما تھے ( کہ یہی وقت خـروج سے باخبر ہونے کا ہو سکتا ہے ) تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا بیان اس روایت پر مبنی ہے ۔ یہ روایت انکے صاحبزادے عـروہ کے واسطے سے مروی ہے ۔ یہ تمام روایات بظاہر آنحضور کے یثرب میں داخلہ کے دن کی روداد بیان کرتی ہیں ۔ بعض روایات میں الحـرہ سے دائیں طرف مڑ کر قباء جانے کا بھی ذکر آیا ہے ۔ لیکن ہم آگے اس سے بحث کرینگے کـہ یہ روایات دراصل مدینہ تشریف لانے کے دن سے تعلق رکھتی ہیں ۔

۸۱ ۔ یہ جگہ الحرۃ الوبرۃ کے پشت پر بتائی جاتی ہے ۔ حرۃ بلند پتھریلی جـگہ کو کہتے ہیں جو پہاڑوں کے آتش فشاں مـادہ سے بنتی ہے یا آتش فشانی کا سلسلہ بنـد ہو جانے کے بعد جو پہاڑی بچ رہتی ہے اسے کہا جاتا ہے ۔

۸۲ ۔ فتح الباری ، صفحہ ۹۷ ( از الحاکم از عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ از اصحاب رسول اللہ جو انکی قوم یعنی بنو عمرو بن عـوف یا بنو امیہ بن زید بن مـالک بن عـوف بن عمرو بن عوف کے صحابی تھے ) ۔ ابن ہشام ، صفحات ۳۳۲ ۔ ۳۳۳ ۔

۸۳ ۔ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۴ ۔ فتح البآری صفحہ ۹۷ ۔ بخاری ، صفحہ ۳۰ ۔

۸۴ ۔ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵ ۔ ابن سعـد ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۳٦ ۔

۸۵ ۔ عبدالعزیز بن عبیداللہ بن عثمان بن حنیف ( بقول یحیی بقول السمهودی ) ۔ دیکھیے سمهودی ، صفحہ ۲۴۹ ۔

۸٦ ۔ ایضاً ۔

۸۷ ۔ سمهودی ، صفحہ ۲۵۰

۸۸ ۔ ایضاً ۔

۸۹ ۔ حضرت عمارہ بن خزیمہ کی روایت ( سمهودی صفحہ ۲۵٦ ) ۔ رزین کا بیان ( سمهودی ۲۵۸ ) عروہ کا بیان ( بخاری ، صفحہ ۳۰ )

۹۰ ۔ امام البخاری التاریخ الصغیر میں حضرت انس سے روایت کرتے ہیں (ہم نے سمهودی ، صفحہ ۲۵۵ سے لیا ہے ) ۔ حضرت انس سے امام ابن حنبل کی روایت ۔ ( ہم نے ابن کثیر ، صفحہ ۲۰۰ سے لیا ہے )

۹۱ ۔ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۳ ۔ وہ بیانات جو بظاہر یثرب میں آمد کے بـارے میں ہیں ہمارے خیال میں وہ دراصل آنحضور کی مـدینہ میں آمـد سے متعلق ہیں ۔

۹۲ ۔ ابن عائذ ( بقول ابن حجر فتح الباری ، صفحہ ۱۰۰ ) ۔ عروہ بقول ابو الاسود ( بقول ابن حجر

فتح الباری ، صفحہ ١٠٠ )

٩٣ ـ ابن ہشام ، صفحہ ٣٣٥

٩٤ ـ ابن کثیر صفحات ١٩٦ ـ ١٩٧ ـ ابن کثیر کے بیان کے مطابق البیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عائشہ سے استقبالیہ نظم بھی نقل کی ہے :

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

٩٥ ـ ابن ہشام ، صفحہ ٣٣٥ ـ

٩٦ ـ حضرت عائشہ اور عروہ کا بیان ہے کہ آنحضور نے قباء میں بضع عشرہ راتیں گذاریں یعنی ١٣ سے ١٩ راتیں ـ حضرت انس نے واضح طور پر ١٤ راتوں کا ذکر کیا ـ لہـذا ابن اسحق وغیرہ نے چہار روزہ قیام کی روایت کا جو مطلب نکالا ہے ظاہر ہے کہ غلط ہے ـ اولین رواۃ کی مراد یہ رہی ہو گی کہ آنحضور چار دن قباء میں قیام کے بعد مدینہ پہلی مرتبہ تشریف لائے نہ کہ وہ پانچویں دن قباء سے مدینہ منتقل ہو گئے ـ

٩٧ ـ رزین کا بیان ( بقول السمہودی صفحہ ٢٥٨ ) ہے کہ آنحضورؐ تمام مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے ـ رزین کے بیان کے بموجب یہ مدینہ میں پہلی مرتبہ آنے کا بھی واقعہ ہے اور رہائش منتقل کرنے کا بھی ـ ہمارے خیال میں چونکہ یہ دو مختلف واقعات ہیں ہم نے رزین کے بیان کو صرف اس دن کے واقعہ کے بارے میں قرار دیا ہے جس دن آنحضور قباء سے مدینہ منتقل ہوئے ـ ہمارے خیال کی بنیاد حضرت انس کے اقوال پر ہے ـ ایک قول کے مطابق آنحضورؐ جب مدینہ آئے یعنی قباء سے مدینہ آئے تو حضرت انس اور دوسرے بچے استقبال کے لیے پہلے سے آئے ہوئے تھے ( سمہودی ، صفحہ ٢٥٥ ) دوسرے قول کے مطابق جب آنحضور حضرت انس وغیرہ کی معیت میں مدینہ میں داخل ہوئے تو انصار نے آنحضور کو اپنے ساتھ قیام کے لیے کہا لیکن آنحضور نے فرمایا کہ اونٹنی سے کہو کہ وہ اس بارے میں مامور ہے ـ اونٹنی نے حضرت ابو ایوب کے دروازہ پر گھٹنے ٹیک دئیے اور ہمسایہ خواتین دف بجاتی ہوئی استقبال کو آئیں ـ ( ابن کثیر ، صفحہ ٢٠٠ بحوالہ البیہقی کی دلائل النبوۃ ) تیسرے قول کی مطابق آنحضورؐ جب مدینہ ( یعنی یثرب ) آئے تو قباء میں ١٤ دن قیام کے بعد بنو النجار کے رؤساء کو طلب کر کے انکی معیت میں مدینہ آئے ـ حضرت انس اس دن کے واقعہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انکی نظر کے سامنے ہے اور یہ کہ آنحضور ابو ایوب کے فناء پر اترے ( بخاری ، صفحہ ٣٢ و ٣٨ : فتح الباری نمبر ٣٩٣٢ ) بخاری میں حضرت انس سے روایت ( صفحہ ٣٨ ) ابن کثیر ( صفحہ ١٩٩ ) میں موسی بن عقبہ سے روایت ـ سمہودی ( صفحات ٢٥٥ و ٢٥٨ ) میں حضرت انس سے روایات ، امام البخاری اور رزین کے حوالے سے ـ

٩٩ ـ رزین نے ( بقول سمہودی ، صفحہ ٢٥٥ ) حضرت انس کا خود اپنا قول نقل کیا ہے ـ

١٠٠ ـ امام البخاری کی التاریخ الصغیر میں حضرت انس کا بیان ـ ہم نے سمہودی صفحہ ٢٥٥ سے لیا ہے ـ

۱۰۱ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵ تا ۳۳٦ ابن سعد صفحہ ۲۳۷ ، سمہودی ، صفحہ ۲۵٦

۱۰۲ ـ ابن سعد ، صفحہ ۲۳۷ سمہودی ، صفحات ۲۵۷ و ۲۵۸ ـ

۱۰۳ ـ مثلاً سمہودی ، صفحہ ۲۵۷ ـ

۱۰۴ ـ ایضاً ( صفحہ ۲۵۹ )

۱۰۵ ـ مثلاً ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵ سمہودی ، صفحہ ۲۵۷ ـ

۱۰٦ ـ مثلاً ابن ہشام ، صفحہ ۳۳٦ ـ سمہودی ، صفحہ ۲۵۷

۱۰۷ ـ السمہودی ، صفحہ ۲۵۹ ـ

۱۰۸ ـ ابن ہشام ، صفحہ ، ۳۳٦ ـ سمہودی ، صفحات ۲۵۷

۱۰۹ ـ ابن اسحق کی روایت کے مطابق یہ جگہ ایک مربد تھی (ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۵ ) نیز دیکھیے بخاری ، صفحہ ۳۰ ( عروہ کی روایت ) ـ لیکن حضرت انس کے بیان کے مطابق وہاں پر مشرکین کی قبریں اور کھجور کے باغات اور کھنڈر ( خرب ) تھے ( بخاری ، صفحہ ۳۸ ) ـ

۱۱۰ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳٦

۱۱۱ ـ بخاری ، صفحہ ۳۲ ( حضرت کی روایت ) ـ رزین بقول السمہودی ، صفحہ ۲٦۰ ـ

۱۱۲ ـ ابن ہشام ، صفحہ ۳۳۸ ـ ابن کثیر ، البدایہ و النہایہ ، الجزء الثالث ، صفحہ ۲۰۲

۱۱۳ ـ ہجری تقویم کے سلسلہ میں بعض بنیادی باتوں کا ذکر ضروری ہے ـ ہجری تقویم خالص قمری تقویم ہے ـ مہینہ سے مراد ایک چاند رات سے دوسری چاند رات کا عرصہ ہوتا ہے لیکن تاریخی امور میں « چاند رات » کا تعین حساب سے کیا جاتا ہے فی الواقع چاند کے نظر آنے سے نہیں ـ یہ تعین اس طرح کیا جاتا ہے کہ سال کے اول ( محرم ) تیسرے ثالث ( ربیع الاول ) پنجم ( جمادی الاولی ) ، ہفتم ( رجب ) ، نہم ( رمضان ) ، اور یازدہم ( ذو القعدہ ) مہینوں کو ۳۰ دنوں کا مان لیا جاتا ہے اور باقی دیگر مہینوں کو ۲۹ دن دیے جاتے ہیں ـ ہر ۳۰ برس میں ۱۱ برس کو ایک اضافی دن دیا جاتا ہے ـ یہ دن ذوالحجۃ کو دیکر اسے ۳۰ دنوں کا بنا دیا جاتا ہے ـ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ تمام ماہرین کے حساب کے مطابق ہجری تقویم کا پہلا دن یعنی یکم محرم سنہ ۱ ھ جمعہ ۱٦ جولائی ٦۲۲ ء سے مطابقت رکھتا ہے ـ تیسری بات یہ ہے کہ اضافی دن کے حساب کے لیے جو تیس سالہ دور مقرر کیا جاتا ہے اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ سنہ ۱ ھ ایسے دور کا پہلا سال تھا یعنی سنہ ۱ ھ سے دور شروع ہوتا ہے ـ چنانچہ سنہ ۱ ھ سے پہلے کی تاریخ کے تعین کے لیے ہجرت کے سال سے ۳۰ یا ٦۰ یا ۹۰ سال وغیرہ ( جس حد تک کہ ضروری ہوا پہلے جایا جاتا ہے اور وہاں سے حساب کا آغاز کیا جاتا ہے ـ اس طرح دن اور تاریخ کا تعین ہو جاتا ہے اور یہ جانے بغیر کہ فی الواقع چاند کب نظر آیا تھا کہا جا سکتا ہے کہ کسی دی ہوئی تاریخ کو کون سا دن تھا ـ

اس طریق کار کی بنیاد پر ۲٦ صفر سنہ ۱ ھ کو پنج شنبہ ، یکم ربیع الاول کو دو شنبہ اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ ھ کو جمعہ کا دن پڑتا ہے ـ مثال کے طور پر دیکھیے

' Wustenfeld — Mahler ' sche ' vergleichungs — tabellen

ویس بادن ( wieshaden ) ، ۱۹٦۱ ء ، صفحہ ۲ ـ

▫▫▫▫▫